امام حسینؑ عالم انسانیت کے رہبر اعظم

جسٹس پنڈت ویاس دیومصرا صاحب، دہلی

آج کل زمانہ بہت نازک ہے ظاہری طور پر گو زمانہ ترقی کر رہا ہے۔ لیکن لوگوں کے کردار دن بہ دن گرتے جارہے ہیں اس زوال کا سبب یا تو غلط رہنماؤں کی پیروی ہے یا غلط طریقۂ تعلیم۔ اور اب تو زمانے کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ اچھے برے کی پہچان ہی نہیں رہی مختلف ادارے مختلف استاد سب کے خیالات جدا، سب کا طریقۂ تعلیم مختلف۔ ترقی ہو تو کہاں سے ہو۔ نتیجہ یہ کہ انسانیت آہستہ آہستہ فنا ہورہی ہے بغض وعناد بڑھ رہے ہیں۔ حسد کی آگ ہر سینے میں بھڑکی ہوئی ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر لڑائی۔ معمولی معمولی باتوں پر فساد۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر خون یہ ہماری تعلیم اور تربیت کے نتائج ہیں اور غلط لیڈری کے اثرات۔

آیئے مذہبی تعصب کو چھوڑ کر حسد کی دنیا سے دور چلیں اور ایسے رہنماؤں کی زندگی پر نظر ڈالیں جنھوں نے دنیا کو امن کا پیغام دیا جنھوں نے انسانیت کو بلند کیا اور نقش باطل کو مٹانے کے لئے ایسی قربانیاں پیش کیں جن کی مثالیں ملنی مشکل ہیں۔ اس وقت میرا مطلب رسولؐ اسلام کے نواسے علیؑ وفاطمہؑ کے لاڈلے بیٹے امام حسینؑ سے ہے۔ امام حسینؑ کے بارے میں کچھ کہنا یا لکھنا محض آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ وہ معصوم اور بے مثل امام جو علیؑ وفاطمہؑ کی آغوش میں پلا ہو جس کے لئے خود رسولؐ ناقہ ہو اور جس کی خدا خود تعریف کرتا ہو انسان کی کیا مجال کہ اس کے بارے میں کچھ کہہ سکے انسانیت نے ابھی اتنی ترقی نہیں کی کہ حسینؑ کو آسانی سے سمجھ سکے، غیر مسلم تو درکنار ابھی مسلمانوں کی اکثریت امام حسینؑ کو اصلی معنوں میں نہ سمجھ سکی ایسی ذات کو صرف اہل معرفت ہی پہچان سکتے ہیں اور اہل معرفت گنے گنائے ہیں، کتنے، ابھی تو انسان اپنے آپ کو بھی نہیں پہچانتا اگر ہر آدمی اپنی ذات کو پہچانتا ہوتا تو انسانیت بہت بلند ہوتی آپس میں طرح طرح کے جھگڑے اور فساد نہیں ہوتے۔ ہمدردی کا بازار گرم ہوتا۔ دوسروں کی مصیبت پر رونا آتا اور ہر انسان کی پیشانی پالنے والے کے سامنے جھکی رہتی مگر ہم اس کے برعکس پاتے ہیں معلوم ہوا کہ استاد نے جو سبق ہمیں پڑھایا تھا وہ ہم بھول گئے پالنے والے کا خیال نہ رہا اور نفس کے سامنے گردن جھکادی ٹھوکریں کھانے لگے۔ رسوائیاں ہونے لگیں اور انسانیت کا نام سن کر ندامت محسوس ہونے لگی۔ آخر ایسا کیوں ہوا؟ ہم نے مذہب کا ساتھ چھوڑا اور غلط رہنماؤں اور لیڈروں کی تقلید کرنا شروع کردی۔

یاد رکھئے جو اصل معنوں میں رہنما ہیں وہ مرکر بھی رہنما رہتے ہیں ان کے مرنے کے بعد ان کی پیروی کرنے والے دوسروں کی پیروی نہیں کرتے بلکہ انھیں کے نقش قدم پر چلتے ہیں ان کی خوشی کو اپنی خوشی اور ان کے غم کو اپنا غم سمجھتے ہیں اور ان کے دکھائے ہوئے راستے پر گامزن ہیں۔ وہ مصیبتوں پر مصیبتیں اٹھاتے ہیں مگر اس راستے سے قدم نہیں اٹھاتے مشکل کا سامنا

ہوتا ہے تو مسکرا دیتے ہیں۔ نظروں کے سامنے گھر لٹ جاتا ہے مگر ایمان میں فرق نہیں آتا، جوان بیٹے نظروں کے سامنے تڑپ تڑپ کر مر جاتے ہیں، عمر بھر کی کمائی چند لمحوں میں برباد ہو جاتی ہے، دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے مگر صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹتا اور پیشانی سجدے میں جھکی رہتی ہے۔ یہ وہ سبق ہے جو امام حسینؑ کی شہادت سے ہمیں ملتا ہے۔ انھوں نے یہ ثابت کر دیا کہ دنیا کے مصائب چاہے وہ اپنے وطن والوں کے سبب سے ہوں اور چاہے اپنے عزیزوں کی وجہ سے ہوں ان کا ثابت قدمی سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ مصیبتیں مقابلہ کرنے ہی سے حل ہوتی ہیں۔ مصیبتوں سے ڈر کر یا گھبرا کر جان بچانا یا بھاگ جانا انسانیت کا خون کرنا ہے۔

امام حسینؑ کی شہادت نے یہ ثابت کر دیا کہ اگر راستہ سیدھا ہو اور ایمان میں پختگی ہو تو جان دینا آسان ہو جاتا ہے۔ اکثر لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ یزید سیاست داں تھا اور امامؑ ان رازوں سے واقف نہ تھے ورنہ وہ آسانی سے خود کو بچا لیتے اور زندہ رہ کر لوگوں کو تعلیم دیتے اس موقع پر میں یہ کہوں گا۔ یہ لوگ امام حسینؑ کو سمجھتے ہی نہیں امام حسینؑ جیسا سیاست داں تو نہ پیدا ہوا ہے اور نہ پیدا ہوگا ان کی شہادت ان کی سیاست کا سنہرا ورق ہے جو تا قیامت دنیا کو حقیقی سیاست کا سبق دیتا رہے گا۔

حسینؑ کا مقصد یہ تھا کہ وہ یزید جیسے جھوٹے اور ریاکار کی بیعت نہ کریں اور انسانیت کو زندہ رکھیں اور یزید کا ارادہ یہ تھا کہ حسینؑ اس کی بیعت پر مجبور ہوں تاکہ اس کے عیش وعشرت جام وسبو میں فرق نہ پڑنے پائے۔

یاد رکھئے کہ بیعت کا تعلق دل سے ہے جب دل کو پورا اطمینان ہو جائے اور ضمیر کہے کہ فلاں کی بیعت کر لینا چاہئے۔ تو بیعت بیعت ہے۔ بیعت کے لئے تشدد نہیں کیا جاتا اور اگر تشدد سے کوئی بیعت کر بھی لے تو وہ بیعت بیعت نہیں رہتی۔ ایک معمولی سمجھ کا انسان بھی اس بات کو سمجھ سکتا ہے مگر یزید اس معمولی بات کو بھی نہ سمجھ سکا اور حکم دیا کہ امام حسینؑ بیعت نہ کریں تو تشدد کیا جائے کہ وہ بیعت پر مجبور ہو جائیں۔ یہ وہی یزید تھا جو رسولؐ اللہ کا کلمہ پڑھتا تھا اور جانتا تھا کہ رسولؐ کو اپنے اس نواسے سے کتنی محبت تھی۔ ابھی رسولؐ کو انتقال کئے ہوئے زیادہ دن نہیں ہوئے تھے۔ فوج یزید میں بہت سے ایسے زندہ تھے جنھوں نے حسینؑ کو رسولؐ کے کاندھوں پر دیکھا اور ان کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ

حسینؑ منی وانا من الحسینؑ

یعنی حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں

مگر یزید نے ان چیزوں کو فراموش کر دیا انسانیت اتنی گرتی چلی گئی کہ وہ حسینؑ کا خون بہانے پر آمادہ ہو گئی۔

واقعات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حسینؑ کسی صورت سے لڑائی نہیں چاہتے تھے یہاں تک کہ انھوں نے یزید سے یہی کہا تھا کہ اگر ان کا رہنا اسے ناگوار ہے تو وہ ملک ہندوستان کی طرف چلے جائیں۔ اگر امام لڑنا چاہتے تو دسویں محرم تک انتظار نہ کرتے، جب ساتویں تاریخ سے پانی بند ہوا تھا اسی روز جنگ شروع کر دیتے، مگر ان کا بھوکا اور پیاسا خاموش رہنا پتہ دیتا ہے کہ امام حسینؑ امن وامان چاہتے تھے، اپنی طرف سے کسی ایسی چیز کی ابتدا کرنا نہیں چاہتے تھے جو انسانیت کے خلاف ہو، اگر ان کو جنگ کرنا ہوتی تو اپنے ساتھ نوجوان سپاہیوں کی فوج لیکر چلتے، تیر و کمان لیتے اور طرح طرح کے ہتھیار ساتھ رکھتے، سیدانیوں اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو ساتھ نہ لاتے، امام حسینؑ کا اس بیکسی اور غربت کی حالت میں کربلا آنا خبر دیتا ہے کہ وہ انسانیت کو بلند کرنے آئے تھے، امن وامان کا پیغام دینے آئے تھے، مگر وہ ایسے لوگوں میں آ کر گھر گئے جہاں انسانیت مفقود ہو چکی تھی، جہاں جینے کی اس کے سوا کوئی صورت نہ تھی کہ ذلت کی زندگی بسر کی جائے، مگر حسینؑ نے اسے گوارا نہ کیا، ان کا قول تھا کہ ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے اور اسے ثابت کر دکھایا۔ انسانی کردار کو بلند کرنے اور باطل کو ختم کرنے کے لئے ایسی قربانیاں پیش کیں جن کی مثال ناممکن ہے۔

(بقیہ صفحہ ۸۱ پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔)

(۱۵۱)

تیغیں کمر میں باندھ چکے ہیں یہ گلعذار
گر ہے تو حکمِ سرورِ دیں کا ہے انتظار
جائیں کہیں نہ شیر کے بچے پئے شکار
پڑتی ہے آنکھ مشکِ سکینہؑ پہ بار بار
ہم کو امامؑ دیں صفِ اعدا پہ بھیج دیں
ہر دل کی آرزو ہے کہ دریا پہ بھیج دیں

(۱۵۲)

لے کون چھوٹے چھوٹے صغیروں کا امتحاں
ننھی سی آستین الٹنے کو ہے جہاں
اللہ رے پھٹے ہوئے کرتے کی آن باں
ماتھے پہ خاک مل کے بڑھائی ہے رخ کی شاں
غازی بنے فراق میں صورت بگاڑ کے
غصہ بڑھالیا ہے گریباں کو پھاڑ کے

(۱۵۳)

یہ کہہ کے پیٹنے لگی وہ سوختہ جگر
ہمراہ مجھ کو لے کے کرو خلد کا سفر
یہ امر ہے تمہاری وفا سے بعید تر
چھوڑو ہمیں وہاں پہ جو دنیا ہو رہ گذر
زندہ رہی میں اشک بہانے کے واسطے
تھاما تھا ہاتھ ٹھوکریں کھانے کے واسطے

(۱۵۴)

ذاکرؔ بس اب نہیں جگر و دل کو غم سے تاب
دریا بنا ہوا ہے ہر اک دیدۂ پُر آب
یہ عرض کر کہ اے جگر وجانِ بوتراب
قبضہ میں آپ کے ہے زمانے کا انقلاب
ہم کس سے جاکے دردِ جگر کا گلہ کریں
آسان مشکلیں ہوں جو مولاؑ دعا کریں

[ماخوذ از نظارہ لکھنؤ، مرثیہ نمبر فروری ۱۹۷۲ء، صفحہ نمبر ۳۱]

❁❁❁

(بقیہ صفحہ نمبر ۶۰ رکا بقیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔)

یزید اپنے مشن میں ناکامیاب رہا رسولؐ کا بھرا گھر برباد کردیا جو چند ساعت میں ۷۲ خون کئے، مگر حسینؑ سے بیعت لینے میں ناکامیاب رہا۔

حسینؑ نے اگر بیعت سے انکار کیا تو تادم آخر اپنے ارادے میں ثابت قدم رہے اور دکھادیا کہ راہ راست پر چلنے والے جان ومال کی پرواہ نہیں کرتے۔

یہی تھی حسینؑ کی وہ لاثانی سیاست جو آج تک دلوں پر حکومت کررہی ہے۔ امام حسینؑ کو شہید ہوئے تقریباً چودہ سو برس ہوچکے ہیں مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ سانحہ ابھی حال ہی میں ہوا ہے۔ جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے۔

دنیا حسینؑ کی پیروی کرتی جاتی ہے۔

اور وہ زمانہ اب دور نہیں کہ:۔

ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ

(ماخوذ از ماہنامہ مدینۃ العلم لکھنؤ سید الشہداء نمبر ۱۴۰۳ھ)

❁❁❁

التماس ترحیم

مومنین کرام سے گزارش ہے کہ ایک بار سورۂ حمد اور تین بار سورۂ توحید کی تلاوت فرما کر جملہ مومنین مرحومین خصوصاً **مرزا محمد اکبر ابن مرزا محمد شفیع و حسن جہاں بنت باقر علی خاں** کے ارواح کو ایصال فرمائیں۔

محمد عالم

نکّر پرنٹنگ اینڈ بائنڈنگ سینٹر حسین آباد، لکھنؤ